مشتری نے حج کے لئے احرام باندھا تو یہ سودا باطل ہو جائے گا اس
اس سودے پر اب ایسی حالت طاری ہوگئی جو مال پر قبضہ کرنے سے
س سودے کو حرام کردینے کی موجب ہے - لیکن، اگر، (پہلی صورت میں)
پر قبضہ کر لینے کے بعد انہوں نے اسلام قبول کیا یا (دوسری صورت میں)
پر قبضہ ہوگیا اور اس کے بعد وہ احرام کی حالت میں داخل ہوئے تو
باطل نہیں ہوگا جیسا کہ اللہ تعالی نے آیت تحریم ربا میں قبضہ شدہ
کو باطل نہیں کیا -

اس قسم کے جملہ مسائل میں قبضہ ہو جانے کے بعد بیع کو جائز
پا جائے گا، البتہ یہ معاملہ لازم نہیں ہوگا اگر قبضہ سے پہلے فروخت
غلام قتل کردیا جائے اور نہ یہ بیع باطل ہوگی - اور خرید کنندہ کے
جائز ہوگا کہ وہ مجرم کا پیچھا کرے، گویا اس معاملہ بیع پر کوئی ایسی
اثر انداز نہیں ہوئی جو اسکی حرمت کی موجب ہو کیونکہ یہ معاملہ اپنی
حالت پر رہے گا جس پر کہ وہ ابتدا میں تھا اور قیمت فروخت کردہ چیز
ئم مقام ہوگی - ایسی تمام صورتوں میں مبیع (فروخت کردہ چیز) کا اعتبار
لبتہ خریدنے والے کو سودا برقرار رکھنے یا ختم کردینے کا اختیار حاصل ہے۔

دوسرا مسئلہ :— اس خطبہ میں اس مسئلہ کی طرف بھی اشارہ ہے کہ
کے ہاتھ میں مبیع (فروخت کردہ چیز) کا ھلاک ہونا یا قبضہ نہ ہو سکنا
بیع کو ختم کرنے کا موجب ہے - ہمارے اصحاب (احناف) اور (امام)
ی کی یہی رائے ہے - (امام) مالک کہتے ہیں یہ سودا ختم نہیں ہوگا اور
بائع نے مشتری کو مال پر قبضہ کرنے سے روکا نہیں ہے تو مشتری کے
قیمت واجب ہوجائے گی - اس آیت میں یہ بات واضح طور پر موجود ہے
مبیع پر قبضہ کرنا معاملہ بیع کو مکمل کرتا ہے اور قبضہ کے سقوط سے
بیع ختم ہوجائے گا - اس لئے کہ اللہ تعالی نے جب سود پر قبضہ کرنے

سے منع فرمایا تو گویا سود کی شرط پر طے کردہ سودے کو ھی ختم کردیا اور صرف اصل زر لینے کا حکم دیا اور یہ اس بات کی دلیل ھے کہ بیع پر قبضہ کرنا معاملۂ بیع درست ھونے کی شرائط میں سے ھے - جب بھی کوئی ایسی حالت پیش آجائے جس کی وجہ سے مبیع پر قبضہ نہ ھوسکے تو یہ معاملہ بیع کے بطلان کا موجب ھوگا -

تیسرا مسئلہ :— اس خطبہ میں اس مسئلہ کی طرف بھی اشارہ ہے کہ جب مسلمانوں کا امام دارالحرب کو فتح کرلے تو وھاں (اسلامی نقطۂ نظر سے) ناجائز بنیادوں پر طے پاجانے والے خرید و فروخت کے معاملات کو منسوخ نہیں کیا جائے گا اس لئے کہ، جیسا کہ معلوم ھے، سود کو حرام قرار دینے والی آیت کے لزول اور نبی ص کے خطبہ دینے اور سود کو ختم کرنے کے درمیان فتح مکہ سے قبل مکہ میں سودی معاملات ھوتے رھے مگر آپ ص نے ان کو منسوخ نہیں کیا اور نہ نزول آیت سے پہلے اور بعد میں ھونے والے سودی معاملات میں فرق کیا - یہ اس بات کی دلیل ھے کہ دارالحرب میں مسلم اور غیر مسلم کے درمیان خرید و فروخت کے بعد جو کچھ کسی کے قبضہ میں آچکا اللہ تعالی نے اسے اس کا مالک قرار دیا -

ارشاد خداوندی، ''فلہ ما سلف،، (تو اس کا ھے جو آگے ھو چکا) کا یہ مفہوم بھی بیان کیا گیا ھے کہ، اللہ تعالی اس کے پچھلے گناھوں کو معاف کردے گا - مگر آیت کا یہ مفہوم لینا درست نہیں اس لئے کہ اس کے بعد ارشاد ھے، ''وامرہ الی اللہ،، یعنی اس کے ثواب و عقاب کا معاملہ خدا کے ھاتھ میں ھے اور آخرت میں اس کے لئے جو حکم ھوگا اس کے متعلق اللہ تعالی نے ھمیں نہیں بتایا - لیکن، اگر ''فلہ ما سلف،، کا یہی مفہوم لے لیا جائے تو اس سے ھمارے بیان کردہ مفہوم کی نفی نہیں ھوتی - لھذا اس سے دونوں مفہوم مراد لئے جا سکتے ھیں یعنی (۱) خدا اس کے گناہ معاف کردے گا اور (۲) جس مال پر اس نے اسلام سے

ضہ کیا وہ اسی کی ملک ہے۔ یہ مفہوم اس بات کی دلیل ہے کہ قبول
سے پہلے دارالحرب کے لوگ خرید و فروخت سے جس مال پر قابض ہوئے،
سلام کے بعد انہی کا مال قرار دیا جائے گا۔

سودخوری سے باز نہ آنے والوں کا حکم

ارشاد الٰہی ہے،

یھا الذین آمنوا اتقوا اللہ	اے ایمان والو خدا سے ڈرو۔
ما بقی من الربا ان کنتم مومنین :	اور اگر ایمان رکھتے ہو تو جتنا سود باقی رہ گیا ہے اس کو چھوڑ دو۔
م تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ لہ،، و	اگر ایسا نہ کرو گے تو خبردار ہوجاؤ (کہ تم) خدا اور رسول سے جنگ کرنے کے لئے (تیار ہوتے ہو) ۔

کر (الجصاص) کہتے ہیں اس آیت کے دو معنی ہوسکتے ہیں

اگر تم خدا کا حکم نہیں مانتے اور اس کے آگے سر اطاعت نہیں جھکاتے
تو . . . .

) سود کے (امتناعی) حکم کے نزول کے بعد اگر تم باقی ماندہ سود نہیں
چھوڑتے تو (اللہ اور اسکے رسول سے لڑنے کو تیار ہوجاؤ)، اگرچہ
سود کی حرمت کا عقیدہ رکھتے ہو ۔۔

ابن عباس، قتادہ اور ربیع بن انس سے مروی ہے ''جو شخص سودی کاروبار
، امام اس کو توبہ کرائے، اگر وہ باز آجائے (توبہ کرلے) تو ٹھیک ہے
اسکو قتل کردے۔،، اس کا معنی یہ ہے کہ سود لینے والا سود کو حلال
، کر لیتا ہے، اسی بنا پر قتل کا حکم ہے کیوں کہ اہل علم کا اتفاق ہے
سود کی حرمت کا عقیدہ رکھنے والا کافر نہیں ۔

ارشاد خداوندی ''فاذنوا بحرب من اللہ و رسولہ،، سودی کاروبار سے باز نہ رہنے والوں کو کافر نہیں قرار دیتا ہے اس لئے کہ اس قسم کے الفاظ کا اطلاق کبھی ایسی حکم عدولیوں پر بھی ہوتا ہے جو کفر سے کمتر ہیں ۔ (مثلاً) زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کیا کہ (حضرت) عمر نے معاذ کو روتے دیکھا تو پوچھا آپ کس وجہ سے رو رہے ہیں ؟ انہوں نے جواب دیا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا،

''الیسیر من الریا شرک	(تھوڑی سی ریا بھی شرک ہے
و من عادی اولیاء اللہ	اور جس نے اولیاء اللہ سے دشمنی کی
فقد بارز اللہ بالمحاربۃ،، ۔	اس نے (گویا) اللہ کو لڑنے کی دعوت دی ۔

تو اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اولیاء اللہ سے لڑنے کو خدا سے لڑنا کہا، حالانکہ اولیاء اللہ سے عداوت رکھنا کفر نہیں ۔ اسباط نے سدی کے واسطہ سے اس نے ام سلمی کے مولی صبیح سے، اس نے زید بن ارقم سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسن، اور حسین رضی اللہ عنہم سے فرمایا، ''جس سے تمہاری لڑائی ہے اس سے میری لڑائی ہے اور جس سے تمہاری صلح ہے اس سے میری صلح ہے،، ۔

اسی طرح اللہ تعالی کا ارشاد ہے، ''انما جزاء الذین یحاربون اللہ و رسولہ و یسعون فی الارض فسادا،، ۔ (جو لوگ خدا اور اس کے رسول سے لڑائی کریں اور ملک میں فساد کرنے کو دوڑتے پھریں ۔) فقہاء امت کا اتفاق ہے کہ یہ حکم مسلمانوں کے لئے ہے ۔ ان لوگوں کو، کھلے بندوں رھزنی کرنے کی وجہ سے، یہ کہا گیا کہ، ''یہ لوگ اللہ سے لڑنے والے ہیں،، ۔ اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ کفر سے کمتر کسی معصیت کا کھلے بندوں ارتکاب کرنے والوں کو ''اللہ اور رسول سے لڑنے والے،، کہنا درست ہے ۔

ارشاد خداوندی، ''فاذنوا بحرب من اللہ و رسولہ،، اس بات کی خبر ہے کہ
، شخص کی معصیت بہت بڑی ہے اور اگرچہ وہ کافر نہیں تاہم اتنا بڑا نافرمان
لہ اس امر پر اس سے لڑائی کی جائے بشرطیکہ وہ حاکم وقت کا مقابلہ کرے،
مقابلہ نہ کرے تو حاکم وقت اس کو مناسب سزا دے۔

اسی طرح کا حکم ہونا چاہئے ان نافرمانیوں کا جن پر خدا نے عذاب دینے
وعدہ کیا ہے، اگر کوئی شخص انکا ارتکاب کرنے پر مصر ہو، کھلے بندوں
کا ارتکاب کرے اور مزاحمت پر اتر آئے تو اس کے اور اس کے پیرو کاروں کے
ف لڑائی کی جائے گی اور ان سے قتال کیا جائے گا، یہاں تک کہ وہ لوگ (اپنے
سے) باز آجائیں۔ اگر نا فرمانی کرنے والے (امام کا) مقابلہ نہ کریں تو
ان کو ان کے جرم کی مقدار کے مناسب سزا دے۔ یہی حکم ہے ان غلبہ پانے
ظالموں کا جو لوگوں کا مال چھین لیتے ہیں اور (امام کی اجازت کے بغیر)
ستی ٹیکس وصول کرتے ہیں۔ اگر یہ لوگ مزاحمت کریں تو ان سے لڑنا اور
کو قتل کرنا تمام مسلمانوں پر واجب ہے۔ یہ لوگ سود خوروں سے کہیں
مجرم ہیں اس لئے کہ ایسا کرنا احکام الہی کے احترام اور جمیع مسلمانوں
احترام کی ہتک کرنا ہے۔ سود خور، سود لینے میں، صرف حکم الہی کی
ف ورزی کرتا ہے مگر اس نے سود دینے والے کی ہتک عزت نہیں کی اس لئے
سود دینے والے نے اپنی خوشی سے سود دیا، جبکہ بلاتاویل اور بلا شبہ،
و قہراً ٹیکس وصول کرنے والے، راہزنوں کے زمرہ میں ہیں، اور اللہ کے
ہی حکم اور امت مسلمہ کے احترام کی ہتک کرتے ہیں چنانچہ ایسے
ں، انکے پیروکاروں اور ان کے مددگاروں کو ہر ممکن طریقے سے قتل کرنا
کا علم رکھنے والے ہر مسلمان کے لئے روا ہے۔

(خلیفہ اول) ابوبکر رضی اللہ نے، باتفاق صحابہ، مانعین زکوۃ کے خلاف
وجوہ (۱) مانعین زکوۃ کے کفر (۲) اور مزاحمت کی بنا پر جنگ کی۔
لوگوں نے زکوۃ کی فرضیت قبول کرنے اور زکوۃ ادا کرنے سے انکار کردیا

تھا ۔ اس طرز عمل سے دو باتوں کے مرتکب ٹھہرے ۔ ایک : اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے سے انکار، جو کہ کفر ہے اور دوسرے ، اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض کردہ صدقات امام کو ادا کرنے سے انکار۔ غرض (حضرت) ابوبکر کو مانعین زکوۃ کے خلاف دو امور کی وجہ سے جنگ کرنا پڑی ۔ اسی لئے ابوبکر رض نے فرمایا، ''اگر یہ لوگ مجھے ان چیزوں میں سے، جنھیں وہ رسول اللہ کے وقت میں ادا کرتے تھے ، نکیل کی رسی یا، جیسا کہ بعض روایتوں میں ہے، بکری کا چھوٹا بچہ بھی ادا کرنے سے انکار کریں گے تو میں اس پر ان سے ضرور لڑوں گا ۔

بلا شبہ ہم نے ان کو کافر اور زکوۃ کی فرضیت قبول کرنے سے انکار کرنے والا کہا ہے، اس لئے کہ صحابہ نے انہیں '' اہل الردۃ'' (یعنی اسلام سے پھر جانے والے) کا نام دیا تھا ۔ اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قید کرلیا تھا۔ چنانچہ ان کا یہ نام آج تک جاری ہے۔ اگر وہ لوگ مرتد نہ ہوتے تو ان کے ساتھ یہ سلوک نہ کیا جاتا ۔ ان کے مرتد ہونے کے بارے میں مسلمانوں کے درمیان نہ تو صدر اول میں اور نہ بعد میں کبھی اختلاف ہوا ۔ لھذا سود خور کا موقف اختیار کرنے والا اگر سود کو حلال سمجھتا ہے تو کافر ہے اور اگر کسی جتھے کی مدد سے مزاحمت پر اتر آتا ہے تو امام اس کو اور اس کے مددگاروں کو مرتد قرار دے اور ان کے ساتھ وھی سلوک کرے جو ''اہل الردہ'' کے ساتھ کیا گیا تھا، بشرطیکہ وہ لوگ مرتد قرار دیئے جانے سے پہلے ملت کے افراد سمجھے جاتے ہوں ۔ اور اگر سود خور سود کی حرمت کا اعتراف کرنے کے باوجود عملاً اس سے باز نہ آئیں اور مزاحمت کریں تو امام اس وقت تک ان کے خلاف لڑائی جاری رکھے جب تک کہ وہ باز نہ آئیں۔ البتہ اگر مزاحمت نہ کریں تو امام ان کو قید و بند اور مارپیٹ کی سزا دے ، یہاں تک وہ اس سے باز آجائیں ۔

روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے ذمی عیسائیوں کو

مان بھیجا، ''سود چھوڑ دو یا اللہ اور رسول سے لڑنے کے لیے تیار ھوجاؤ،، -
بید قاسم بن سلام نے کہا، مجھ سے ایوب دمشقی نے بیان کیا اس نے
سعدان بن یحیی نے، بواسطہ عبداللہ بن ابی حمید، بواسطہ ابو ملیح الھذلی
سے یہ حدیث بیان کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نجران کے (عیسائی)
ہوں سے مصالحت کی تو ان کو ایک مکتوب بھیجا جس کے آخری الفاظ یہ
- ''اس بات کا عہد کرو کہ تم سود نہیں کھاؤ گے - اگر تم میں سے کوئی
ی سود کھائے گا تو میں اسکی حفاظت کا ذمہ دار نہیں،، -

حاصل یہ کہ ''یا ایھاالذین آمنوا اتقوا اللہ و ذروا مابقی من الربا،، کے
اللہ تعالی کا ارشاد، ''فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ و رسولہ،، (۱) حکم
انے یا (۲) حکم قبول کرنے کے بعد عملاً اس سے باز نہ آنے دونوں صورتوں
متعلق ھے- چنانچہ جس نے حکم سے انکار کیا اس سے اس لئے لڑائی کی جائے
کہ وہ مرتد ھے اور جس نے حکم مانا مگر سود کو حرام جاننے کے باوجود
سے باز نہ آیا تو بصورت مزاحمت اس سے بھی لڑائی کی جائے گی مگر وہ مرتد
- مزاحمت نہ کرنے کی صورت میں امام کی رائے کے مطابق اسے قید و بند
روپیٹ کی سزا دی جائے گی-

ارشادالہی، ''فادنوا بحرب من اللہ و رسولہ،، اس بات کا اعلان ھے کہ
لوگ اس آیت کا حکم نہیں بجا لاتے وہ اللہ اور اسکے رسول کے خلاف
پیکار ھیں- نیز یہ بھی بتانا مقصود ھے کہ یہ جرم، جرم عظیم ھے اور سود سے
نہ آنے والے ''محاربین للہ و رسولہ،، (اللہ اور رسول کے خلاف جنگ کرنے
) کہلائے جانے کے مستحق ھیں - اس نام میں دو مفہوم شامل ھیں
سود کو حلال جاننے کی صورت میں کفر (۲) اور سود کی حرمت کا اعتقاد
نے کے باوجود عملاً اس سے باز نہ آنا - بعض لوگوں نے اس کا یہ مفہوم
کیا ھے کہ اللہ تعالی اپنے نبی اور مومنوں کو سود خوروں کے خلاف
ف کرنے کا حکم دے رہا ھے گویا یہ آیت جنگ کرنے کا اعلان ھے تاکہ

مسلمان لاعلمی میں ان سے اچانک نہ لڑ پڑیں جیسا کہ ارشاد الٰہی، ''فاما تخافن من قوم خیانة فانبذ الیھم علی سوا'' ان اللہ لا یحب الخائنین''، (اگر تم کو کسی قوم سے دغابازی کا خوف ہو تو (ان کا عہد) انہی کی طرف پھینک دو (اور) برابر (کا جواب دو) کچھ شک نہیں کہ خدا دغابازوں کو دوست نہیں رکھتا) میں دشمن کو خبردار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اس مفہوم کی بنا پر یہ خطاب مزاحمت کرنے والوں سے ہے جبکہ پہلے (بیان کردہ) مفہوم کی رو سے ''محاربین اللہ و رسولہ'' کے تحت آنے والے ہر دو گروہ اس کے مخاطب ہیں لھذا یہ مفہوم بہتر ہے۔

حواشی

(۱) البقرة : ۲۷۵
(۲) البقرة : ۲۷۵
(۳) البقرة : ۲۷۵
(۴) النساء : ۲۳
(۵) النساء : ۲۹
(۶) البقرة : ۲۷۵
(۷) البقرة : ۲۷۸
(۸) البقرة : ۲۷۹
(۹) البقرة : ۲۷۸، ۲۷۹
(۱۰) المائدہ : ۳۳